QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی افضلیت سے متعلق علمی آراء کا تقابلی جائزہ

A Comparative & Analytical Study of Scholarly Opinions on the Superiority of *Sahih Muslim* & *Sahih al-Bukhari*

Abdul Mannan
Ph.D. Scholar, Riphah International University, Faisalabad Campus
Email: abdulmanan5982@gmail.com
Dr. Khalid Zafarullah
Professor of Islamic Studies, Riphah International University,
Faisalabad Campus Email: kzdaudi@gmail.com
Dr. Khalid Mahmood Arif
Associate Professor of Islamic Studies, Riphah International University,
Faisalabad Campus Email: Khalid.mahmood@riphah.edu.pk

This research provides a comparative analysis of scholarly opinions regarding the relative superiority of *Sahih al-Bukhari* and *Sahih Muslim*, the two most authentic hadith collections after the Qur'an. The study identifies three principal viewpoints among scholars: (i) *Sahih al-Bukhari* is superior, (ii) *Sahih Muslim* is superior, and (iii) both are equal in authenticity. It presents detailed evidences supporting each stance, drawing from the works of prominent hadith scholars such as Ibn al-Salah, al-Nawawi, Ibn Kathir, Ibn Hajar al-Asqalani and al-Suyuti. The research concludes that *Sahih al-Bukhari* holds precedence in authenticity and methodological rigor due to its stricter conditions for narrators, higher standards of isnad (chain verification) and comprehensive jurisprudential insights reflected in its chapter headings. Meanwhile, *Sahih Muslim* excels in literary coherence, structural organization and ease of comprehension through the compilation of all variants of a narration in one place. Despite *Sahih Muslim's* stylistic strengths, the consensus of the majority of classical scholars regards *Sahih al-Bukhari* as the most authentic book after the Qur'an, while *Sahih Muslim* remains an indispensable complement in the preservation of the Prophetic Sunnah.

Keywords: Sahih al-Bukhari, Sahih Muslim, Hadith authenticity, comparative analysis, Islamic scholarship

تمہید:

علمائے امت کا اجماع ہے کہ ”الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري“ اور ”المسند الصحيح المختصرمن السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله للإمام ابو الحسين مسلم بن الحجاج القشيرى النيسابورى“ قرآن کے بعد صحیح ترین کتابیں ہیں۔ اور یہ دونوں کتابیں امت میں یکساں متواتر طور پر مقبول و معروف ہیں۔ البتہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے کون سی افضل ہے؟ اس بارے محدثین میں تین رجحانات پائے جاتے ہیں۔

(i) صحیح بخاری افضل ہے۔

(ii) صحیح مسلم افضل ہے۔

(iii) دونوں برابر ہیں۔

آمدہ صفحات میں ہر رجحان کے حاملین کے دلائل و توضیح بارے ایک تقابلی تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔

(1) صحیح بخاری افضل ہے:

اس رجحان کے حامل امام نسائی (م:303ھ) فرماتے ہیں:

> ”ما فى هذه الكتب اجود من كتاب البخارى“[1]

ان تمام کتب حدیث میں سے کوئی بھی کتاب بخاری کی کتاب سے افضل نہیں۔

حافظ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں:

> ”اول من صنف الصحيح البخاري ابو عبدالله محمد بن اسماعيل الجعفي وتلاه ابو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري وكتابيهما اصح الكتب بعد كتاب الله العزيز ثم ان كتاب البخاري اصح الكتابين صحيحا واكثرهما فوائد“[2]

سب سے پہلے جس نے صحیح (احادیث کی) کتاب تصنیف کی وہ امام بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی تھے، اور ان کے بعد ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری نیشاپوری آئے۔ ان دونوں کی کتابیں اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کے بعد سب سے زیادہ صحیح (درست) کتابیں ہیں۔ پھر ان دونوں میں سے امام بخاری کی کتاب زیادہ صحیح ہے اور فوائد (نکات و مسائل) کے اعتبار سے زیادہ جامع ہے۔

جہاں تک ابو علی النیساپوری کے اس قول کا تعلق ہے ”ماتحت اديم السماء كتاب اصح من كتاب مسلم بن الحجاج“ اس کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

ان كان المراد به ان كتاب مسلم لترجح بانه قلما يمازجه غير الصحيح فانه ليس فيه بعد خطته الا الحديث الصحيح مردودا غير ممزوج بمثل ما في كتاب البخاري في تراجم ابوابه من الاشياء التي لم يسندها على الوصف المشروط في

الصحيح فهذا لا باس به وليس يلزم منه ان كتاب مسلم ارجح فيما يرجع الى نفس الصحيح على كتاب البخاري وان كان المراد به ان كتاب مسلم اصح صحيحا فهذا مردود على من يقوله[3]

اگر اس (قول) سے مراد یہ ہے کہ صحیح مسلم کو اس بنا پر ترجیح حاصل ہے کہ اس میں غیر صحیح احادیث کا اختلاط بہت کم ہے، کیونکہ امام مسلم نے اپنی ترتیب کے بعد صرف صحیح احادیث ہی ذکر کی ہیں اور اس میں وہ چیزیں شامل نہیں کیں جو صحیح بخاری میں ابواب کی تراجم کے ضمن میں بغیر اسنادِ صحیحہ کے (بطور استشہاد یا توضیح) مذکور ہیں، تو اس معنی میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحیح مسلم، صحیح بخاری کے مقابلے میں نفسِ صحت کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے اور اگر اس قول سے مراد یہ لی جائے کہ صحیح مسلم فی نفسہٖ زیادہ صحیح (اعلیٰ درجے کی) کتاب ہے، تو یہ بات ان لوگوں کے خلاف مردود ہے جو ایسا کہتے ہیں۔

اس کے بعد امام زرکشی (796ھ) اس افضلیت صحیح بخاری کے دلائل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ الجامع الصحیح للبخاری کی فضلیت تین حوالوں سے ہے۔

أحدها اشتراطه فی الراوی مع امکان اللقاء ثبوت السماع و مسلم یکتفی بمجرد امکان المعاصرة

الثانی اتفاق العماء علی ان البخاری اجل من مسلم و اعلم بضاعة الحدیث

الثالث استنباطه المعاني الصحيحة والفقه الدقيق مسبوکاً فی التراجم اما مسلم فلم لقنع ذالک[4]

اوّل: امام بخاری کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ راوی کے بارے میں ملاقات کے امکان کے ساتھ ساتھ سماع (براہِ راست سماعت) کا ثبوت بھی شرط رکھتے ہیں، جبکہ امام مسلم محض معاصرت (ہم عصر ہونے) کے امکان پر اکتفا کرتے ہیں۔

دوم: علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام بخاری، امام مسلم سے زیادہ جلیل القدر اور فنِ حدیث میں زیادہ ماہر ہیں۔

سوم: امام بخاری کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ صحیح معانی اور دقیق فقہی نکات کو ابواب کی تراجم میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان کرتے ہیں، جب کہ امام مسلم نے اس پہلو پر اتنا اہتمام نہیں کیا۔

امام نوویؒ بھی اسی رائے کے قائل ہیں کہ صحیح البخاری صحیح مسلم سے افضل ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں:

> اتفق العلماء رحمهم الله على ان اصح الكتب بعد القرآن العزيز الصحيحان البخاري ومسلم وتلقتهما الامة بالقبول وكتاب البخاري اصحهما واكثرهما فوائد ومعارف ظاهرة وباطنة وقد صح ان مسلما كان ممن يستفيد من البخاري ويعترف بانه ليس له نظير في علم الحديث وهذا الذي ذكرناه من ترجيح كتاب البخاري هو المذهب المختار الذي قاله الجماهير واهل الاتقان والحذق والغوص على اسرار الحديث۔[5]

علمائے کرام رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتابیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں، اور امت نے دونوں کو بالاتفاق قبول کیا ہے۔ ان دونوں میں سے امام بخاری کی کتاب زیادہ صحیح ہے، اور اس میں ظاہر و باطن دونوں طرح کے فوائد اور معارف زیادہ ہیں۔ یہ بات ثابت ہے کہ امام مسلم، امام بخاری سے استفادہ کرتے تھے اور اس بات کا اعتراف

کرتے تھے کہ علمِ حدیث میں ان (بخاری) کی مثل کوئی نہیں۔ اور امام بخاری کی کتاب کو ترجیح دینے کا یہ موقف ہی وہ راجح و مختار قول ہے جسے جمہور علما، اہلِ تحقیق، ماہرینِ فن، اور حدیث کے اسرار میں گہری بصیرت رکھنے والوں نے اختیار کیا ہے۔

امام نوویؒ مقدمہ شرح مسلم میں افضلیت بخاری کے ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> قلت و من اخصر ما ترجح به
>
> اتفاق العلماء على ان البخاري اجل من مسلم واعلم بصناعة الحديث منه وقد انتخب علمه ولخص ما ارتضاه في هذا الكتاب وبقي في تهذيبه وانتقائه ست عشرة سنة وجمعه من الوف مؤلفه من الاحاديث الصحيحة
>
> ومما ترجح به كتاب البخاري ان مسلما رحمه الله كان مذهبه ان الاسناد المعنعن له حكم الموصول بمجرد كون المعنعن والمعنعن عنه كانا في عصر واحد وان لم يثبت اجتماعهما والبخاري لا يحمله على الاتصال حتى يثبت اجتماعهما وهذا المذهب رجح كتاب البخاري[6]

ان مختصر ترین وجوہ میں سے جن سے صحیح بخاری کو ترجیح حاصل ہے، ایک یہ ہے کہ علما کا اتفاق ہے کہ امام بخاری، امام مسلم سے زیادہ جلیل القدر اور فنِ حدیث کی صنعت میں زیادہ ماہر تھے۔ انہوں نے اپنے علم کو منتخب کر کے اس کتاب میں وہی چیزیں جمع کیں جنہیں وہ قابلِ اعتماد سمجھتے تھے، اور اس کی تہذیب و انتخاب میں سولہ سال صرف کیے۔ انہوں نے اس کتاب میں ہزاروں صحیح احادیث میں سے منتخب روایات کو جمع کیا۔

ان وجوہِ ترجیح میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کا مذہب یہ تھا کہ اسنادِ معنعن (یعنی وہ روایات جن میں راوی کہتا ہے "عن فلان") کو صرف اس بنیاد پر متصل (جڑی ہوئی) مانا جاتا ہے کہ معنعن اور معنعن عنہ ایک ہی زمانے میں ہوں، خواہ ان کی ملاقات ثابت نہ ہو۔ جبکہ امام بخاری اسے متصل نہیں مانتے جب تک کہ راویوں کی باہمی ملاقات کا ثبوت نہ مل جائے۔ یہی اصول (یعنی اتصالِ سند میں احتیاط) وہ بنیاد ہے جس سے امام بخاری کی کتاب کو امام مسلم کی کتاب پر ترجیح حاصل ہوئی۔

اسی رائے کی تائید میں امام ابن کثیرؒ (م: 774ھ) البدایہ والنہایہ میں فرماتے ہیں:

> قال ابن كثير في ترجمة صحيح مسلم صاحب الصحيح الذي هو تلو صحيح البخاري عند اكثر العلماء وذهبت المغاربة وابو علي النيسابوري من المشارقة الى تفضيل صحيح مسلم على صحيح البخاري فان ارادوا تقديمه عليه في كونه ليس فيه شيء من التعاليق الا القليل وانه يسوق الاحاديث بتمامها في موضع واحد ولا يقطعها كتقطيع البخاري لها في الابواب فهذا القدر لا يوازي قوة اسناد البخاري واختياره في الصحيح لها ما اورده في جامعه معاصرة الراوي لشيخه وسماعه منه[7]

ابنِ کثیر نے صحیح مسلم کے مصنف (امام مسلم) کے ترجمہ میں فرمایا: وہ صحیح کے مصنف ہیں، جسے اکثر علما کے نزدیک صحیح بخاری کے بعد درجہ حاصل ہے۔ البتہ مغربی علما اور مشرقیوں میں سے ابو علی نیشاپوری نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے۔ پھر ابنِ کثیر

فرماتے ہیں: اگر ان کی مراد یہ ہے کہ صحیح مسلم کو اس وجہ سے ترجیح حاصل ہے کہ اس میں تعلیقات (غیر متصل روایات) بہت کم ہیں، اور یہ کہ امام مسلم احادیث کو ایک ہی مقام پر پورے سیاق کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اور بخاری کی طرح ابواب میں ان کو ٹکڑوں میں تقسیم نہیں کرتے—تو یہ بات بجا ہے، مگر یہ خصوصیت اس سندی قوت اور حدیث کے انتخاب کے معیار کے برابر نہیں، جو امام بخاری کو حاصل ہے، کیونکہ امام بخاری نے اپنی جامع میں وہی احادیث ذکر کی ہیں جن میں راوی کا اپنے شیخ سے براہِ راست معاصرہ اور سماع ثابت ہو۔

حافظ ابن حجرؒ (م:852ھ) نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں کہ سب سے افضل روایت متفق علیہ ہو گی اس کے بعد جو صرف صحیح البخاری میں ہو گی اور اس کے بعد جو صرف مسلم میں ہو گی۔ کیونکہ ان دونوں کتابوں کو متفقہ طور پر قبولیت عامہ حاصل ہے۔

جہاں تک دونوں کتابوں میں سے بخاری کے مقدم اور افضل ہونے کا تعلق ہے تو اس کے بارے فرماتے ہیں:

وقد صرح الجمهور بتقديم صحيح البخاري في الصحة ولم يوجد عن احد التصريح بنقيضه واما ما نقل عن ابي علي النيسابوري انه قال: ما تحت اديم السماء اصح من كتاب مسلم فلم يصرح بكونه اصح من صحيح البخاري لانه انما نفى وجود كتاب اصح من كتاب مسلم اذ النفي انما هو ما يقتضيه صيغة افعل من زيادة صحة في كتاب اشارة كتاب مسلم في الصحة ممتاز بتلك الزيادة عليه ولم ينف المساواة

وكذلك ما نقل عن بعض المغاربة انه فضل صحيح مسلم على صحيح البخاري فذلك فيما يرجع الى حسن السياق وجودة الوضع والترتيب ولم يفصح احد بان ذلك راجح الى الاصحية ولو افصحوا لرده عليه شاهد الوجود[8]

جمہور علماء نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ صحیح بخاری صحت کے اعتبار سے مقدم ہے، اور کسی سے اس کے برعکس صراحت منقول نہیں۔ جہاں تک ابو علی نیشاپوری سے منقول قول "ماتحت أدیم السماء أصح من کتاب مسلم" (آسمان کے نیچے کتابِ مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں) کا تعلق ہے، تو اس میں انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ صحیح بخاری سے زیادہ صحیح ہے؛ بلکہ ان کا مقصد صرف یہ بتانا تھا کہ صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کوئی اور کتاب موجود نہیں۔ یعنی یہ عبارت اس بات کو مستلزم نہیں کہ صحیح مسلم، صحیح بخاری سے زیادہ صحیح ہے، بلکہ ممکن ہے کہ دونوں برابر درجہ رکھتے ہوں۔ اسی طرح بعض مغربی علما سے جو یہ منقول ہے کہ انہوں نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت دی، تو وہ فضیلت حسنِ اسلوب، ترتیب اور تنظیم کے لحاظ سے تھی، نہ کہ صحتِ روایت کے اعتبار سے۔ اور اگر کسی نے حقیقتاً یہ کہا بھی ہوتا کہ مسلم، بخاری سے زیادہ صحیح ہے، تو واقعی شہادت (عملی مشاہدہ) اس کے خلاف ہے اور اس قول کو رد کر دیتا ہے۔

مزید برآں حافظ ابن حجرؒ ان اوصاف و اسباب کا ذکر کرتے ہیں جن کی وجہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحیح البخاری صحیح مسلم سے افضل ہے۔ مثلاً:

(i) الصفات التي تدور عليها الصحة في كتاب البخاري اتم منها في كتاب مسلم واشد وشرط البخاري فيها اقوى واسد

بخاری کی کتاب میں صحت (درستگی) کے جو اوصاف پائے جاتے ہیں، وہ صحیح مسلم کی نسبت زیادہ کامل اور زیادہ مضبوط ہیں، اور امام بخاری کا معیار و شرط اس باب میں زیادہ قوی اور زیادہ محکم ہے۔

(ii) اما رجحانه من حيث الاتصال فلاشتراطه ان يكون الراوي قد ثبت له لقاء من روى عنه ولو مرة واكتفى مسلم بمطلق المعاصرة لان الراوي اذا ثبت له اللقاء مرة لا يجري في روايته احتمال ان لا يكون سمع منه

اتصالِ سند کے اعتبار سے امام بخاری کو ترجیح حاصل ہے، کیونکہ انہوں نے یہ شرط رکھی کہ راوی نے اپنے شیخ سے کم از کم ایک مرتبہ ملاقات ثابت کی ہو، جبکہ امام مسلم نے محض معاصرت (ہم زمانہ ہونے) پر اکتفا کیا۔ اس لیے جب راوی کی ملاقات ثابت ہو جاتی ہے تو اس کی روایت میں یہ احتمال باقی نہیں رہتا کہ اس نے اپنے شیخ سے سنا نہ ہو۔

(iii) اما رجحانه من حيث العدالة والضبط فلان الرجال الذين تكلم فيهم من رجال مسلم اكثر عددا من الرجال الذين تلكم فيهم من رجال البخاری-

عدالت اور ضبط (یعنی ثقاہت و یادداشت) کے لحاظ سے بھی بخاری کو ترجیح حاصل ہے، کیونکہ جن رواۃ پر کلام کیا گیا ہے وہ صحیح مسلم کے رواۃ میں زیادہ ہیں، بہ نسبت ان رواۃ کے جن پر صحیح بخاری میں کلام کیا گیا ہے۔

(v) واما رجحانه من حيث عدم الشنذوذ والاعلال، فلان ما انتقد على البخارى من الاحديث اقل عددا ما انتقد على مسلم-

عدمِ شذوذ اور عدمِ علت (یعنی روایات کے بے عیب ہونے) کے لحاظ سے بھی صحیح بخاری کو ترجیح حاصل ہے، کیونکہ امام بخاری پر جن احادیث پر نقد کیا گیا ہے ان کی تعداد، امام مسلم پر نقد کی گئی احادیث سے کم ہے۔

(vi)اتفاق العلماء على ان البخارى كان اجل من مسلم فی العلوم و المرف بصناعة الحديث منه وان مسلما تلميذه وخريجه ولم يزل يستفيد منه ويتتبع آثاره ومن ثم قدم صحيح البخارى على غيره من الكتب المصنفه فی الحديث[9]

علما کا اس پر اتفاق ہے کہ امام بخاری، امام مسلم سے زیادہ جلیل القدر اور فنِ حدیث میں زیادہ ماہر تھے، اور امام مسلم، امام بخاری کے تلمیذ اور شاگرد تھے، ہمیشہ ان سے استفادہ کرتے اور ان کے آثار کی پیروی کرتے رہے۔ اسی وجہ سے صحیح بخاری کو دیگر تمام حدیثی تصانیف پر فوقیت و برتری حاصل ہوئی۔

حافظ ابن حجرؒ کی مذکورہ بالا صراحت سے یہ بات عیاں ہے کہ صحیح بخاری صحت کے اصولوں کے لحاظ سے صحیح مسلم سے افضل ہے۔

علامہ عینی عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں:

اتفق علماء الشرق والغرب على أنه ليس بعد كتاب الله تعالى أصح من صحيحي البخاري ومسلم، فرجّح مهم المغاربة صحيح مسلم على صحيح البخاري، والجمهور على ترجيح البخاري على المسلم. عمدة القاري[10]

مشرق و مغرب کے تمام علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتابیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں۔ ان میں سے مغرب کے علما نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی، جبکہ جمہور (اکثر) علما نے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح دی۔

اسی رائے کی تائید میں امام جلال الدین سیوطی (م: 911ھ) تدریب الراوی میں لکھتے ہیں:

> اول مصنف في الصحیح المجرد صحیح البخاري ثم مسلم وهما اصح الکتب بعد القرآن والبخاري اصحهما واکثرهما فوائد وقیل لمسلم اصح والصواب الاول وعلیه الجمهور لانه اشد اتصالا واتقن رجالاً[11]

سب سے پہلی تصنیف جو صرف صحیح احادیث پر مشتمل ہے وہ صحیح بخاری ہے، پھر اس کے بعد صحیح مسلم۔ یہ دونوں قرآنِ کریم کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتابیں ہیں، اور ان دونوں میں سے صحیح بخاری زیادہ صحیح اور زیادہ فوائد والی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے، مگر درست قول پہلا ہی ہے اور اسی پر جمہور علما کا اتفاق ہے، کیونکہ بخاری کی روایات زیادہ متصل (مربوط السند) ہیں اور اس کے رواۃ زیادہ محکم و مضبوط ہیں۔

متاخرین میں شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ بھی افضلیت و تقدیم بخاری کے ہی قائل ہیں، وہ لکھتے ہیں:

> و صحیح مسلم گویا مستخرج است بر صحیح بخاری[12]

اور صحیح مسلم گویا صحیح بخاری پر ایک مستخرج (یعنی ماخوذ و مستفاد کتاب) ہے۔

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ درج ذیل وجوہات کی بنا پر صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح دی جاتی ہے۔

(i) امام بخاری کے نزدیک معنعن روایات کے حوالے سے معاصرت کے ساتھ ساتھ ملاقات کا ہونا ضروری ہے چاہئے وہ ایک باری ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے ساتھ نہ سننے کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔

اس کے قائل امام نوی 676ھ، ابن الصلاح 642ھ، امام زرکشی 794ھ، ابن کثیر 774، ابن حجرؒ 852، امام سیوطی 911۔

(ii) اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ امام بخاری امام مسلم سے اجل ہیں اور صناعۃ الحدیث کے زیادہ جاننے والے اور ماہر ہیں۔ اس خوبی کی بنا پر صحیح بخاری کو فائق جاننے والی امام نووی، امام زرکشی، ابن حجر اور امام سیوطی ہیں۔

(iii) تراجم ابواب اور حدیث میں فقاہت امام بخاری بھی صحیح بخاری کو ممتاز کر دیتی ہے اس بات کو بیان کرنیوالے امام نووی، امام ابن الصلاح، امام زرکشی، حافظ ابن حجر اور امام سیوطی ہیں۔

(iv) امام مسلم سے امام بخاری کی شرائط زیادہ قوی ہیں۔

جیسا کہ ان حجر نے بیان کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ اور امام سیوطیؒ نے مزید آمدہ دو جوہات کی بنا پر صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر راجح قرار دیا ہے۔

(v) عدالت و ضبط کے حوالے سے بھی بخاری فائق ترتیے کیونکہ متکلم فیہ رجال سے سے امام مسلم کے مقابلے میں امام بخاری نے بہت کم روایات کی ہیں۔

(vi)عدم شذوذ و علل کے اعتبار سے بھی صحیح بخاری راجح ہے۔

کیونکہ صحیح بخاری میں روایات پر نقد صحیح مسلم میں روایات پر نقد سے کہیں کم ہے۔ امام سیوطی نے مزید خوبی بیان کی ہے جس کی وجہ سے وہ صحیح بخاری کو راجح سمجھتے ہیں۔

(vii)وہ رواۃ جن سے روایت کرنے میں بخاری منفرد ہیں۔ وہ چار سو تیس سے کچھ اوپر ہیں ان میں متکلم فیہ رواۃ کی تعداد اسی (80) ہے جبکہ جن رواۃ سے روایت کرنے میں مسلم منفرد ہیں وہ 620 ہیں جن میں سے 160 متکلم فیہ ہیں۔ اس حوالے سے بھی بخاری راجح ہے۔ مذکورہ بالا وجوہات ہیں جو صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر راجح قرار دینے میں ممد و معاون دیتے ہیں۔

(2)دوسری رائے ترجیح مسلم کے حوالے سے ہے کہ صحیح مسلم صحیح بخاری سے افضل ہے:

اس رائے کے قائل سب سے پہلے حافظ ابو علی الحسین بن علی نیساپوری ہیں۔ ان کا مشہور قول ہے:

> ماتحت ادیم السماء اصح من کتاب مسلم بن الحجاج فی علم الحدیث[13]

اسی رائے کو شیوخ المغرب نے بھی اختیار کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ(م:852)افضلیت مسلم کی ایک جہت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> حصل لمسلم في كتابه حظ عظيم مفرط لم يحصل لاحد مثله بحيث ان بعض الناس يعمله على صحيح البخاري وذلك لما اختص به من جمع الطرق وجود السياق والمحافظة على اداء الالفاظ كما هي من غير تقطيع ولا رواية بمعي[14]

امام مسلم کو اپنی کتاب میں نہایت بلند اور ممتاز مقام حاصل ہوا، ایسا مقام جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اسے صحیح بخاری پر ترجیح دی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مسلم نے اپنی کتاب میں طرق (سندوں کے مختلف طریقوں) کو جمع کرنے، سیاق و سباق کو خوبصورت رکھنے، اور الفاظ کو بعینہٖ محفوظ طور پر نقل کرنے میں خاص امتیاز حاصل کیا، یعنی انہوں نے احادیث کو بغیر کسی تقطیع (ٹکڑے کرنے) یا بالمعنی روایت کرنے کے پیش کیا۔

افضلیت صحیح مسلم بارے سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ امام سیوطی (م:911ھ) نے تدریب الروی میں لکھا ہے:

> أَبِي بَكْرِ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّهُ قَالَ: مَا فِي هَذِهِ الْكُتُبِ كُلِّهَا أَجْوَدُ مِنْ كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ. وَصَحَّ عَنْ بَلَدِيِّهِ وَرَفِيقِهِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْرَمِ أَنَّهُ قَالَ: قَلَّمَا يَفُوتُ الْبُخَارِيَّ وَمُسْلِمًا مِنَ الصَّحِيحِ قَالَ: وَالَّذِي يَظْهَرُ لِي مِنْ كَلَامِ أَبِي عَلِيٍّ أَنَّهُ قَدَّمَ صَحِيحَ مُسْلِمٍ لِمَعْنًى آخَرَ غَيْرِ مَا يَرْجِعُ إِلَى مَا نَحْنُ بِصَدَدِهِ مِنَ الشَّرَائِطِ الْمَطْلُوبَةِ فِي الصِّحَّةِ، بَلْ لِأَنَّ مُسْلِمًا صَنَّفَ كِتَابَهُ فِي بَلَدِهِ بِحُضُورِ أُصُولِهِ فِي حَيَاةِ كَثِيرٍ مِنْ مَشَايِخِهِ، فَكَانَ يَتَحَرَّزُ فِي الْأَلْفَاظِ وَيَتَحَرَّى فِي السِّيَاقِ، بِخِلَافِ الْبُخَارِيِّ، فَرُبَّمَا كَتَبَ الْحَدِيثَ مِنْ حِفْظِهِ، وَلَمْ يُمَيِّزْ أَلْفَاظَ رُوَاتِهِ؛ وَلِهَذَا رُبَّمَا

> يَعْرِضُ لَهُ الشَّكُّ، وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: رُبَّ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ بِالْبَصْرَةِ فَكَتَبْتُهُ بِالشَّامِ، وَلَمْ يَتَصَدَّ مُسْلِمٌ لِمَا تَصَدَّى لَهُ الْبُخَارِيُّ مِنِ اسْتِنْبَاطِ الْأَحْكَامِ وَتَقْطِيعِ الْأَحَادِيثِ، وَلَمْ يُخْرِجِ الْمَوْقُوفَاتِ.[15]

ابو بکر بن خزیمہ نے فرمایا: ان تمام کتابوں میں محمد بن اسماعیل (امام بخاریؒ) کی کتاب سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ اور ان کے ہم وطن اور ساتھی ابو عبد اللہ بن الاخرم سے صحیح طور پر منقول ہے کہ انہوں نے کہا: امام بخاری اور امام مسلم سے صحیح احادیث شاذ و نادر ہی فوت ہوئی ہیں۔ اور ابو علی کے کلام سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے صحیح مسلم کو کسی اور وجہ سے صحیح بخاری پر مقدم رکھا، نہ کہ صحتِ حدیث کی شرائط کے لحاظ سے۔ بلکہ وجہ یہ تھی کہ امام مسلم نے اپنی کتاب اپنے ہی شہر میں تصنیف کی، اس وقت جب ان کے بہت سے اساتذہ زندہ تھے اور ان کی اصل روایات ان کے پاس موجود تھیں۔ اس بنا پر وہ الفاظ میں زیادہ احتیاط اور ترتیبِ بیان میں زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ بخلاف امام بخاری کے، کہ وہ بعض اوقات حدیث کو اپنے حافظے سے لکھتے اور راویوں کے الفاظ میں تفریق نہیں کرتے تھے، اسی لیے کبھی ان پر شک بھی طاری ہو جاتا۔ خود ان سے صحیح طور پر منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: "بسا اوقات میں نے ایک حدیث بصرہ میں سنی اور اسے شام میں جا کر لکھا۔" اور امام مسلم نے ان امور کی طرف توجہ نہیں دی جن پر امام بخاری نے زور دیا، جیسے احکام کے استخراج (استنباط) اور احادیث کو مختلف ابواب میں تقسیم کرنا، نیز امام مسلم نے موقوف روایات (یعنی صحابہ کے اقوال) کو اپنی کتاب میں شامل نہیں کیا۔

جہاں تک شیوخ المغاربۃ کی بات ہے تو اس کے بارے امام سیوطی لکھتے ہیں:

> وأما ما نقله عن بعض شيوخ المغاربة، فلا يُحفَظ عن أحدٍ منهم تقييدُ الأفضلية بالأصحية، بل أطلق بعضهم الأفضلية، فحكى القاضي عياض عن أبي مروان قال: كان بعض شيوخي يفضِّل صحيح مسلم على صحيح البخاري، قال: وأظنُّه عنى به ابن حزم.[16]۔

اور جہاں تک بعض مغربی مشائخ سے منقول قول کا تعلق ہے، تو ان میں سے کسی سے یہ روایت محفوظ نہیں کہ انہوں نے افضلیت کو "زیادہ صحیح ہونے" (یعنی اصحّیت) کے ساتھ مقید کیا ہو، بلکہ ان میں سے بعض نے محض افضلیت کا اطلاق کیا ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض نے ابو مروان سے نقل کیا ہے کہ اُن کے بعض مشائخ صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت دیتے تھے۔ قاضی عیاض نے کہا: میرا گمان ہے کہ انہوں نے اس سے ابن حزم کا قول مراد لیا۔

امام دار قطنی (385ھ) کے ہم عصر مسلمہ بن قاسم قرطبي (م: 353ھ) فرماتے ہیں:

> لم يصنع احد مثل صحيح مسلم وهذا في حسن الوضع وجودة الترتيب لا في الصحه[17]

کسی نے بھی صحیح مسلم جیسی کتاب تصنیف نہیں کی اور یہ بات حسنِ ترتیب و عمدہ تنظیم کے اعتبار سے ہے، نہ کہ صحتِ حدیث (درستی کے معیار) کے اعتبار سے۔

صحیح مسلم کی افضلیت کی ایک وجہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ

> واختص مسلم بجمع طرق الحديث فى مكان واحد باسانيده المتعدده و ألفاظه المختلفه فسهُل تناوله بخلاف البخاري فإنه قطعهما في الأبواب استنباطه الاحكام منها وأورد كثيراً منها في متنه باسانيده المتعدده و ألفاظه المختلفه فسهُل تناوله بخلاف البخاري فإنه قطعهما في الأبواب استنباطه الاحكام منها وأورد كثيراً منها في متنه [18]

امام مسلم کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے ایک ہی حدیث کی تمام سندیں اور مختلف الفاظ ایک ہی مقام پر جمع کر دیے، جس سے ان کی کتاب کا مطالعہ اور سمجھنا آسان ہو گیا۔ بخلاف امام بخاری کے کہ انہوں نے انہی احادیث کو احکام کے استخراج کے لیے مختلف ابواب میں تقسیم کر دیا اور ان میں سے بہت سی احادیث کو اپنے متن میں متعدد سندوں اور مختلف الفاظ کے ساتھ ذکر کیا۔ اس طرح صحیح مسلم کا مطالعہ سہل ہے، جب کہ صحیح بخاری میں احادیث مختلف ابواب میں منتشر ہیں۔

امام نوویؒ صحیح مسلم کی ان خصائص اور خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ممتاز کرتی ہیں امام نووی کہتے ہیں:

> وقد انفرد مسلم بفائدة حسنَه وهي كونه أسهل تناولاً من حيث إنه جعل لكل حديث موضعاً واحد يليق به، جمع فيه طرقه التي ارتضاها واختار ذكرها، وأورد فيه أسانيده المتعدده وألفاظه المختلفه فيسهل على الطالب نظر في وجوهه واستشمارها، ويحصل له الثقة بجميع ما أورده مسلم من طرقه، خلاف البخاري، فإنه يذكر تلك الوجوه المختلفه في أبواب متفرقه متباعده، وكثير منها يذكره في باب غير الباب الذي يسبق الفهم أنه أولى به وذلك لدقيقه يفهمها البخاري منه، مما يصعب على الطالب جمع طرقه وحصول ثقه بجميع ما ذكره البخاري من طرق هذا الحديث۔ [19]

امام مسلم ایک ایسی خوبی میں منفرد ہیں جو ان کے کمال کی دلیل ہے، اور وہ یہ کہ ان کی کتاب کا مطالعہ آسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ہر حدیث کے لیے ایک ایسا مقام مقرر کیا جو اس کے مناسب تھا، اور اس میں اس حدیث کی تمام وہ سندیں جمع کر دیں جنہیں انہوں نے معتبر سمجھا اور ذکر کے لائق جانا۔ اسی جگہ انہوں نے اس کی مختلف اسانید اور متنوع الفاظ بھی ذکر کیے، تاکہ طالبِ علم کے لیے ان کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ آسان ہو جائے اور اسے امام مسلم کی بیان کردہ تمام طرق پر اعتماد حاصل ہو جائے۔ بخلاف امام بخاری کے، کہ وہ ان مختلف طرق کو الگ الگ اور دور دور کے ابواب میں ذکر کرتے ہیں، اور اکثر اوقات ایک حدیث کو ایسے باب میں ذکر کرتے ہیں جو بظاہر اس کے لیے زیادہ مناسب نظر نہیں آتا۔ مگر امام بخاری ایسا ایک دقیق نکتے کے پیش نظر کرتے ہیں جو ان ہی کے فہم میں آتا ہے۔ اس انداز سے طالبِ علم کے لیے ان احادیث کی تمام سندوں کو جمع کرنا اور ان پر مکمل اعتماد حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا عبارت میں امام نوویؒ صحیح مسلم کا سب سے بڑا وصف بیان کرتے ہیں۔ کہ اس میں امام مسلمؒ نے کسی بھی حدیث کو ایک جگہ ذکر کر دیا ہے۔ اور پھر اس کے تمام طرق جو امام مسلم کی شرائط پر پورا اترتے ہیں اس کی متعدد اسانید اور مختلف الفاظ متن کو ایک ہی جگہ جمع کر کے طالب حدیث کیلئے استفادہ آسان کر دیا ہے۔ یہ خوبی صحیح مسلم کو صحیح بخاری سے ممتاز کرتی ہے۔

امام زرکشی النکت علی مقدمہ ابن الصلاح میں صحیح مسلم کے امتیازات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اختصَّ مسلمٌ بأنه أحسنُ الأحاديثِ مساقاً، وأكملُ سياقاً، وأقلُّ تكراراً، وأتقنُ اعتباراً، بجمعه طُرُقَ الحديث في مكانٍ واحدٍ إسناداً ومتناً، فيذكر المجملَ ثم المبيَّنَ له، والمشكلَ ثم الموضعَ له، والمنسوخَ ثم الناسخَ له، فيسهُلُ على الطالب النظرُ في وجوهه، وتحصُلُ له الثقةُ بجميع ما أورده مسلمٌ من طرقه. بخلاف البخاري، فإنه يُفَرِّق طُرُقَ الحديث في أبوابٍ متفرقةٍ متباعدةٍ، وكثيرٌ منها يذكره في غير بابه الذي لا يسبق إلى الفهم أنه فيه أولى قيصعب على الطالب جمعُ طرقه، والوقوفُ على ألفاظه، والإحاطةُ بمعناه.[20]

امام مسلم کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی احادیث کا بیان زیادہ خوش اسلوب، ان کا سیاق زیادہ مکمل، تکرار کم، اور روایتوں کا تقابل زیادہ محققانہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک ہی حدیث کی تمام سندیں اور متون ایک ہی مقام پر جمع کر دیے، اس طرح کہ پہلے مجمل روایت ذکر کرتے ہیں، پھر اس کی مبیَّن (واضح) روایت لاتے ہیں؛ پہلے مشکل روایت ذکر کرتے ہیں، پھر اس کی وضاحت کرنے والی؛ پہلے منسوخ روایت لاتے ہیں، پھر اس کے بعد ناسخ روایت ذکر کرتے ہیں۔ اس انداز سے طالبِ علم کے لیے حدیث کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈالنا آسان ہو جاتا ہے، اور اسے امام مسلم کی تمام طرق پر اعتماد حاصل ہو جاتا ہے۔ بخلاف امام بخاری کے، کہ وہ ایک ہی حدیث کی مختلف سندیں مختلف اور باہمی طور پر بعید ابواب میں ذکر کرتے ہیں، اور اکثر اوقات کسی حدیث کو ایسے باب میں لاتے ہیں جو بظاہر اس کے لیے مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اس وجہ سے طالبِ علم کے لیے ان تمام طرق کو جمع کرنا، ان کے الفاظ کا تتبع کرنا اور معنی پر پوری طرح احاطہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

امام ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء میں صحیح مسلم کی افضلیت کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں:

> قال أبو عمرو بن حمدان: سألت الحافظ ابن عقدة عن البخاري ومسلم: أيهما أعلم؟ فقال: كان مُحَمَّد عالماً ومسلم عالم فكررت عليه مراراً فقال: يا أبا عمرو قد يقع لمحمد الغلط في أهل الشام وذلك أنه أخذ كتبهم فنظر فيها فربما ذكر الواحد منهم بكنيته ويذكره في موضع آخر باسمه يتوهم أنهما اثنان وأما مسلم فقلما يقع له من الغلط في العلل لأنه كتب المسانيد ولم يكتب المقاطيع ولا المراسيل[21]

ابو عمرو بن حمدان کہتے ہیں: میں نے حافظ ابن عقدہ سے سوال کیا کہ امام بخاری اور امام مسلم میں سے کون زیادہ عالم تھے؟ انہوں نے جواب دیا: محمد (یعنی امام بخاری) عالم تھے اور مسلم (یعنی امام مسلم) بھی عالم تھے۔ میں نے ان سے یہ سوال کئی مرتبہ دہرایا تو انہوں نے کہا: اے ابو عمرو! کبھی امام بخاری سے اہلِ شام کے بارے میں غلطی واقع ہو جاتی تھی، کیونکہ انہوں نے ان کی کتابیں حاصل کر کے ان میں نظر کی، تو بسا اوقات کسی راوی کو ایک جگہ اس کی کنیت سے ذکر کرتے اور دوسری جگہ اس کے نام سے، جس سے گمان ہوتا کہ یہ دو الگ افراد ہیں۔ لیکن امام مسلم کو علل (یعنی راویوں یا اسانید میں پوشیدہ خامیوں) کے باب میں بہت کم غلطی پیش آتی تھی، کیونکہ انہوں نے "مسند احادیث" (یعنی متصل سند والی روایات) لکھی تھیں، نہ کہ "مقطوعات" (تابعین کے اقوال) اور "مرسلات" (منقطع روایات)۔

صحیح مسلم کی اسی برتری کا تذکرہ شاہ عبد العزیز محدیث دھلوی (م:1239ھ) بستان المحدثین میں بھی کرتے ہیں:

> كان مقدَّماً على أهل زمانه في معرفة الصحيح والسقيم، وفضُلَ على البخاري في أشياء؛ فمثلاً يقع للبخاري الغلطُ في أهل الشام، وذلك أنه أخذ كتبهم فنظر فيها، فربما ذكر الواحدَ منهم بكنيته، ويذكره في موضعٍ آخر باسمه، فيتوهَّم أنهما اثنان. وأما مسلم، فقلَّما يقع له الغلطُ في العلل[22]

مذکورہ بالا اقوال کا جائزہ لینے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام ابو علی النیساپوری کے قول کے مطابق صحیح مسلم اعلیٰ درجے کی صحیح کتاب ہے۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ اس سے زیادہ صحیح کتاب اور کوئی نہیں ہے۔ یہ نہیں کہا کہ اس کے برابر اور کوئی نہیں ہے۔ ابن الصلاح کے قول کے مطابق یہ مطلب ہے کہ امام مسلم نے امام بخاری کی طرح موقوف اور معلق روایات کی بجائے مسند روایات کو ذکر کرنے کو ترجیح دی ہے۔

اگر ہم حافظ ابن الصلاح، امام نووی، امام زرکشی، حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر کے اقوال مذکورہ اور کتاب صحیح مسلم کا جائزہ لیتے ہیں کو درج ذیل خوبیوں کی وجہ سے صحیح مسلم ممتاز نظر آتی ہے مثلاً

(i) مقدمہ: صحیح مسلم کا مقدمہ اس کو سے ممتاز کرتا نظر آتا ہے۔

(ii) تحویل سند و جمع طرق و اسانید ایک متن کے تمام طرف اور صحیح اسناد کو یکجا کر کے ذکر کرنا صحیح مسلم کی سب سے ممتاز خوبی ہے جو صحیح مسلم کو اس حوالے سے راجح کر دیتی ہے۔

(iii) روایت باللفظ اور الفاظ مختلفہ کا ایک ہی جگہ پر ذکر کر دینا بھی صحیح مسلم کو جہاں دوسری کتابوں سے ممتاز کر دیتا ہے وہاں طالب حدیث کیلئے اس سے استفادہ کو بھی آسان کر دیتا ہے۔

(3) افضلیت صحیح بخاری یا صحیح مسلم بارے تیسری رائے ہے کہ دونوں برابر ہیں:

امام زرکشی النکت علی مقدمہ ابن الصلاح میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن الصلاح نے افضلیت بخاری اور افضلیت مسلم کے حوالے سے ساری جہات ذکر کر دیں لیکن تیسرا موقف ذکر نہیں کیا۔

> وَفَاتَ المصنّف حِكَايَة قَول ثَالِث أَنَّهُمَا سَوَاء حَكَاهُ بعض الْمُتَأَخِّرين وَإِلَيْهِ ميل أبي الْعَبَّاس الْقُرْطُبِيّ فِي مُخْتَصر البُخَارِيّ إِذْ قَالَ وَالْأولَى أَلا يُقَال فِي أَحدهمَا أولى بل هما فرسا رهان وَلَيْسَ لأحد بمسابقتهما يدان[23]

مصنف کی وفات کے بارے میں تیسری روایت یہ بیان کی گئی ہے کہ دونوں (یعنی دو اقوال) برابر ہیں۔ اس قول کو بعض متاخرین نے نقل کیا ہے، اور اسی طرف ابو العباس قرطبی کا میلان ہے، جیسا کہ انہوں نے مختصر البخاری میں فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے بارے میں "افضل" نہ کہا جائے، بلکہ وہ دونوں ایسے ہیں جیسے دو دوڑنے والے گھوڑے جو ایک دوسرے کے برابر ہوں، اور کسی کو بھی ان دونوں میں سبقت کا دعویٰ نہیں۔

امام سیوطی تدریب الراوی میں ابن الملقن کا قول نقل کرتے ہیں:

رأيتُ بعضَ المتأخرين قال: «إنَّ الكتابين سواء»، فهذا قولٌ ثالث، وحكاه الطوفي في شرح الأربعين، ومالَ إليه القرطبي.[24]

میں نے بعض متاخرین کو یہ کہتے ہوئے دیکھا ہے کہ ”یہ دونوں کتابیں برابر ہیں“۔ یہ تیسرا قول ہے، اور اسے طوفی نے شرح الأربعین میں نقل کیا ہے، اور قرطبي نے بھی اسی کی طرف میلان ظاہر کیا ہے۔

امام سیوطی ابو علی النیساپوری کے قول کے بارے فرماتے ہیں:

يحتمل أنه يريد المساواة[25]

یہ احتمال ہے کہ ان کا مقصود برابری (یعنی مساوات) ہی ہو۔

تقابلی جائزہ

مذکورہ بالا تینوں آراء کے بارے میں اقوال سلف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی الگ الگ بعض انفرادی خصوصیات ہیں، جن کی وجہ سے یہ موضوع زیر بحث رہا ہے کہ دونوں میں سے مجموعی طور پر افضل کون سی ہے جیسے تراجم ابواب میں امام بخاری کی فقاہت صحیح بخاری کو چار چاند لگا دیتی ہے اسی طرح صحت کے تمام اصولوں کے حوالے سے صحیح بخاری صحیح مسلم سے فائق ہے۔ جب کہ جمع طرق، مختلف اسانید اور متن کے مختلف الفاظ کو ایک ہی جگہ ذکر کرنا صحیح مسلم کا خاصہ ہے۔

وجہ ترجیح کا ایک پہلو قائلین کا مقام و مرتبہ بھی ہے۔ جو ائمہ صحت کے تمام اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ امام بخاری کی الجامع الصحیح کو افضل قرار دیتے ہیں ان میں امام نسائی، امام دار قطنی، حافظ ابن الصلاح، امام نووی، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حجر اور امام سیوطی جیسی بلند مرتب شخصیات ہیں اور وجوہات ترجیح بھی صحیح مسلم کے مقابلے میں زیادہ ذکر کر رہے ہیں اس لیے ان کی رائے کے مطابق صحیح بخاری کو مطلقاً راجح قرار دینا غلط نہیں ہو گا۔

دوسری طرف امام نووی، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حجر اور امام سیوطی نے صحیح مسلم کی انفرادی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے جو حسن ترتیب، مقدمہ، جمع طرق و اسانید اور مختلف الفاظ کو یکجا کر کے طالب حدیث کے لیے انتفاع آسان بنانے کے ساتھ صحیح مسلم کو بھی ممتاز کر دیتی ہیں۔ لیکن امام ابن کثیر کے قول کے مطابق یہ خصوصیات ان کو صحیح بخاری کے برابر نہیں کر سکتی ہیں۔ امام سیوطیؒ نے تدریب الراوی میں صحیح البخاری کی درج ذیل وجوہات ترجیح بھی ذکر کی ہیں۔

(i) جن رواۃ حدیث سے صرف امام بخاری نے روایات نقل کی ہیں امام مسلم نے نہیں کیں ان کی تعداد 430 سے کچھ اوپر ہے۔ ان میں 80 راوی متکلم فیہ ہیں اور امام مسلم نے امام بخاری کے علاوہ اکیلے جن رواۃ سے احادیث روایت کی ہیں ان کی تعداد 620 ہے ان میں سے 160 متکلم فیہم ہیں۔

(ii) امام بخاری نے متکلم فیہم رواۃ سے امام مسلم کے مقابلے میں بہت کم روایات کی ہیں۔

(iii)امام بخاری اپنے متکلم فیھم رواۃ زیادہ تر متقدمین ہیں جن سے متعلق تفصیلات امام مسلم کے پاس امام بخاری کی طرح نہیں تھیں۔

(iv)امام بخاری معاصرت کے ساتھ لقاء کی بھی شرط رکھتے ہیں۔ جبکہ امام مسلم صرف معاصرت مع امکان اللقاء پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

(v) صحیح بخاری کی وہ روایات جن پر تنقید کی گئی ہے۔ صحیح مسلم کی تنقید کی گئی روایات کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔[26]

مذکورہ بالا وجوہات ترجیح بھی صحیح بخاری کو راجح قرار دینے کے حوالے سے بہت اہم ہیں۔ صحیح بخاری کے برابر نہیں کر سکتی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی نے اس حوالے سے ابن الدیبع الشامی اایک شعر لکھا ہے:

قال الحافظ عبدالرحمٰن بن علی المعروف باین الدیبع(م:944ھ)

تنازع القوم فی البخاری و مسلم لدی فقالوا ای ذین نقدم
فقلت لقد فاق البخاری صِحَّة کما فاق فی حسن الصناعة مسلم[27]

حافظ عبدالرحمن بن علی، جو ابن دِیبَع کے نام سے معروف ہیں (وفات: ۹۴۴ھ)، نے فرمایا:
قوم کے درمیان بخاری اور مسلم (کی فضیلت) کے بارے میں اختلاف ہوا،
انہوں نے مجھ سے کہا: ان دونوں میں سے کس کو ہم مقدم رکھیں؟
میں نے کہا: بخاری نے صحت (روایات کی درستگی) میں برتری حاصل کی ہے،
جس طرح مسلم نے حسنِ صنعت (ترتیب و اندازِ تصنیف) میں فوقیت پائی ہے۔

ایک اور وجہ ترجیح امام بخاری کا منصب علمی تفوق و برتری بھی ہے۔

قال ابوبکر مُحَّد بن اسحاق بن خزیمة مارایت تحت ادیم السماء اعلم بحدیث رسول الله و احفظ له من مُحَّد بن اسماعیل[28]

میں نے آسمان کے نیچے (یعنی پوری زمین پر) رسول اللہ ﷺ کے حدیث کے علم میں محمد بن اسماعیل (یعنی امام بخاری) سے زیادہ عالم اور اس کے زیادہ حافظ کسی کو نہیں دیکھا۔

امام دورقی فرماتے ہیں:

رایت مسلم ابن الحجاج بین یدی البخاری یسأله سوال الصبی۔[29]

میں نے مسلم بن حجاج کو بخاری کے سامنے اس طرح سوال کرتے دیکھا جیسے کوئی بچہ (اپنے استاد سے) سوال کرتا ہے۔

امام مسلم بن الحجاج خود امام بخاری سے فرماتے ہیں:

دعنی اقبل رجلیك یااستاذ المحدثین و سید المحدثین و طبیب الحدیث فی علله[30]

مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے قدموں کو بوسہ دوں، اے محدثین کے استاد، محدثین کے سردار، اور حدیث کے علل (پوشیدہ نقائص) کے ماہر طبیب۔

امام سیوطی نے اس بات پر اجماع علماء نقل کیا ہے کہ

> اتفق العلماء علی ان مُحَّد بن اسماعیل اجل واعرف بصناعة الحدیث۔[31]

علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محمد بن اسماعیل (یعنی امام بخاری) حدیث کے فن میں سب سے برتر اور اس کی صنعت (فنِ حدیث کی مہارت) میں سب سے زیادہ واقف ہیں۔

اس اعتبار سے بھی صحیح بخاری صحیح مسلم سے فائق تو ہے۔

امام زرکشی نے حافظ المزی (م742ھ) کا ایک قول ذکر کیا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ امام مسلم اپنی کتاب اور ضبط پر اعتماد کرتے تھے اور امام بخاری بالاولی اپنے ضبط اور کتاب پر اعتماد کرتے تھے تو اس بحث کا کیا فائدہ ہے کہ دونوں میں سے کونسی افضل ہے دونوں پر عمل کرنا تو واجب ہے۔ اور حافظ المزی اس کا جواب دیتے ہیں کہ

> قلتُ: یظهرُ فائدتُه في الترجیحِ عند التعارض، فیُقدَّم ما رواه البخاري علی ما رواه مسلم، إذا قلنا بارحجتِه.[32]

اس (قول) کا فائدہ ترجیح کے وقت ظاہر ہوتا ہے، جب دو روایات میں تعارض ہو جائے، تو جو روایت بخاری نے بیان کی ہو اُسے مسلم کی روایت پر مقدم رکھا جائے گا، اگر ہم اس کے حجت ہونے کے قائل ہوں۔

خلاصۃ مذکورہ دلائل سے یہ بات عیاں ہے کہ اگرچہ صحیح مسلم میں بعض انفرادی خوبیاں اس کو ممتاز کرتی ہیں لیکن مطلقاً صحت کے تمام اصولوں کو مد نظر رکھا جائے تو امام نسائی، امام دار قطنی، حافظ ابن الصلاح، امام نووی، امام ابن کثیر، امام ابن حجر اور امام سیوطی کی رائے زیادہ صائب ہے کہ صحیح بخاری صحیح مسلم پر راجح اور افضل ہے۔

مصادر مراجع

1۔ ابن حجر العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدین الشافعي، تهذیب التهذیب، مؤسسة الرسالة، بیروت، ط: الأولی، 1435ھ/2014ء

2۔ ابن حجر العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي، نزهة النظر في توضیح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، 1442ھ

3۔ ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدین، صیانة صحیح مسلم من الإخلال والغلط وحمایته من الإسقاط والسقط، دار الغرب الإسلامي، بیروت، ط: الثانیة، 1408ھ

4۔ ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدین، معرفة أنواع علوم الحدیث، ویُعرف بمقدمة ابن الصلاح، دار الفكر، سوریا/ دار الفكر المعاصر، بیروت، 1406ھ/1986ء

5۔ ابن کثیر، عماد الدین، أبو الفداء، إسماعیل بن عمر، البدایة والنهایة، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، لبنان 1408ھ

6۔ الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي، الكفاية في علم الرواية، جمعية دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد الدكن، 1357ھ

7۔ الدھلوی، شاہ ولی اللہ، إتحاف النبیہ فیمایحتاج إلیہ المحدّث والفقیہ، المکتبہ السلفیہ، لاہور 1969ء

8۔ الدھلوی، عبد العزیز بن ولی اللہ المحدث، بستان المحدثین، دار لکتب، پشاور

9۔ الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز، سير أعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، ط: الثالثة، 1405ھ/ 1985ء

10۔ الزركشي، بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر، النكت علی مقدمہ ابن الصلاح، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، 2004ء

11۔ السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين، تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، دار طيبة

12۔ قاضی ابو عیاض، عياض بن موسى بن عياض بن عمرون، أبو الفضل، الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع، دار التراث / المكتبة العتيقة، القاهرة، 1379ھ

13۔ الرامهرمزي الفارسي، أبو محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد، المحدث الفاصل بين الراوي والواعي، دار الفكر، بيروت 1404ھ

14۔ النووی، أبوزكريا محيي الدين يحيى بن شرف، المنهاج مسلم بن الحجاج، دار المنهل ناشرون، دمشق 2010ء

15۔ النيسابوري، الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله، معرفة علوم الحديث، جمعية دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد الدكن، 1356ھ

---

[1] Muḥammad ibn ‘Abd Allāh al-Zarkashī (Badr al-Dīn), *al-Nukat ‘alā Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ* (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 2004), p. 59.

[2] Abū ‘Amr ‘Uthmān ibn ‘Abd al-Raḥmān al-Shahrazūrī (Ibn al-Ṣalāḥ), *Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ* (Multān: Fārūqī Kutub Khānah), p. 9.

[3] Ibn al-Ṣalāḥ, *Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ*, p. 10.

[4] al-Zarkashī, *al-Nukat ‘alā Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ*, p. 60.

[5] Abū Zakariyyā Yaḥyā ibn Sharaf al-Nawawī, *al-Minhāj: Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim ibn al-Ḥajjāj* (Dimashq: Dār al-Manhal Nāshirūn, 2010), vol. 1, p. 58.

[6] al-Nawawī, *Muqaddimat Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*, p. 59.

[7] ‘Imād al-Dīn Ismā‘īl ibn ‘Umar ibn Kathīr (Abū al-Ghaddār), *al-Bidāyah wa al-Nihāyah* (Karāchī: Nafīs Academy), vol. 11, p. 33.

[8] Aḥmad ibn ‘Alī ibn Ḥajar al-‘Asqalānī, *Nuzhat al-Naẓar Sharḥ Nukhbat al-Fikar* (1406 AH), p. 30.

[9] Ibn Ḥajar, *Nuzhat al-Naẓar Sharḥ Nukhbat al-Fikar*, p. 31.

---

[10] Badr al-Dīn Abū Muḥammad Maḥmūd ibn Aḥmad ibn Mūsā al-‘Aynī, *‘Umdat al-Qārī* (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 2022), vol. 1, p. 51.

[11] Jalāl al-Dīn ‘Abd al-Raḥmān ibn Abī Bakr al-Suyūṭī, *Tadrīb al-Rāwī* (Lāhaur: Dār Nashr al-Kutub al-Islāmiyyah, al-Juz’ al-Awwal), pp. 90–91.

[12] Shāh Walī Allāh al-Dihlawī (al-Muḥaddith), *Ithāf al-Nabīh fīmā Yaḥtāju ilayhi al-Muḥaddith wa al-Faqīh* (Lāhaur: al-Maktabah al-Salafiyyah, 1969), p. 6.

[13] Ibn al-Ṣalāḥ, *Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ*, p. 10.

al-Nawawī, *al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim ibn al-Ḥajjāj*, vol. 1, p. 59.

[14] Aḥmad ibn ‘Alī ibn Ḥajar al-‘Asqalānī, *Tahdhīb al-Tahdhīb* (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah), vol. 10, p. 127.

[15] al-Suyūṭī, *Tadrīb al-Rāwī* (al-Juz’ al-Awwal), pp. 99–100.

[16] al-Suyūṭī, *Tadrīb al-Rāwī* (al-Juz’ al-Awwal), p. 95.

[17] al-Suyūṭī, *Tadrīb al-Rāwī* (al-Juz’ al-Awwal), p. 95.

[18] al-Suyūṭī, *Tadrīb al-Rāwī* (al-Juz’ al-Awwal), p. 95.

[19] al-Nawawī, *Muqaddimat al-Minhāj Sharḥ Muslim*, vol. 1, p. 59.

[20] al-Zarkashī, *al-Nukat ‘alā Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ*, p. 60.

[21] al-Dhahabī, *Siyar A‘lām al-Nubalā’*, vol. 10, p. 178.

[22] Abd al-‘Azīz ibn Walī Allāh al-Dihlawī (al-Muḥaddith), *Bustān al-Muḥaddithīn* (Peshāwar: Dār al-Kutub), p. 77.

[23] al-Zarkashī, *al-Nukat ‘alā Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ*, p. 60.

[24] al-Suyūṭī, *Tadrīb al-Rāwī* (al-Juz’ al-Awwal), p. 96.

[25] al-Suyūṭī, *Tadrīb al-Rāwī* (al-Juz’ al-Awwal), p. 94.

[26] al-Suyūṭī, *Tadrīb al-Rāwī* (al-Juz’ al-Awwal), pp. 92–93.

[27] ‘Abd al-‘Azīz ibn Walī Allāh al-Dihlawī (al-Muḥaddith), *Bustān al-Muḥaddithīn* (Peshāwar: Dār al-Kutub), p. 78.

[28] al-Dhahabī, *Siyar A‘lām al-Nubalā’*, vol. 12, p. 431.

[29] al-Dhahabī, *Siyar A‘lām al-Nubalā’*, vol. 17, p. 432.

[30] al-Dhahabī, *Siyar A‘lām al-Nubalā’*, vol. 17, p. 432.

[31] Ibn Ḥajar, *Nuzhat al-Naẓar Sharḥ Nukhbat al-Fikar*, p. 31.

[32] al-Zarkashī, *al-Nukat ‘alā Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ*, vol. 1, p. 6.